پروفیسر عبد القیوم ایم۔اے

تصوّف صوفیہ کی نظر میں

مسلمانوں کی تاریخ میں بے شمار تحریکیں ابھریں اور مٹ گئیں۔ تصوّف بھی ایک تحریک تھی، بڑی شاندار تحریک، اس میں علم و فکر کے پہلو بھی تھے اور عبادت و ریاضت کے بھی۔ یہ تحریک معاشرت و اقتصادیات پر اثر انداز ہوئی۔ اس تحریک نے سیرت و کردار، انفرادی و اجتماعی اخلاق اور فلسفۂ اخلاق کو بھی متاثر کیا۔

تصوّف کا لفظ اشتقاق کے لحاظ سے "صوف" سے اور عام طور پر ادنی لباس پہننے کی طرف اشارہ کرتا ہے لیکن امام قشیری نے ادنی لباس کو بھی ضروری نہیں ٹھیرایا۔ بہرحال اسلامی اصطلاح میں صوفی بن کر متصوّفانہ زندگی بسر کرنے کو تصوف کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

لفظِ صوفی کی مختلف توجیہات پیش کی جاتی ہیں مثلاً:

- لفظِ صوفی اہل الصُّفّہ کی طرف منسوب ہے۔
- صفِ اول کی طرف منسوب ہے یا
- صفا (دل کی پاکیزگی اور طہارت) کی طرف

اس قسم کی اور توجیہات بھی پیش کی گئی ہیں لیکن اہلِ لغت نے ان سب نسبتوں کو رد کر دیا ہے البتہ ایک تاویل قابلِ غور ہے۔ بندار بن حسین شیرازیؒ (م ۳۵۳ھ) کا قول ہے کہ:

"صوفی اصل میں صُوْفِیَ (عُوْفِیَ اور کُوْفِیَ کے وزن پر) ہے یعنی جسے ذات حق نے اپنے لیے چن لیا ہو اور اپنا مقرب و برگزیدہ بنالیا ہو (من اختارہ اللہ و صافاہ)" [۱]

اب تصوّف کا مفہوم اہلِ تصوّف کی زبان سے بھی سن لیجئے:

حضرت بوشنجی کے نزدیک:

"تصوّف نام ہے حریت اور فتوہ (جوانمردی) کا اور سخاوت و اخلاق میں تصنع اور بناوٹ سے کنارہ کشی کا" [۲]

"الفتوہ کا مفہوم بھی صوفیاء کے نزدیک حسنِ خلق، بذل مال اور طبیعت و مزاج کے خلاف غیر پسندیدہ لوگوں سے میل جول ہے" [۳]

ابن الاعرابی فرماتے ہیں:

"فضولیات کو ترک کر دینے کا نام ہی تصوّف ہے" [۴]

ابوالحسن النوری فرماتے ہیں:

"حظِّ نفس کا ترک کر دینا تصوّف ہے" [۵]

پھر فرماتے ہیں کہ:

"تصوّف رسوم و علوم کا نام نہیں بلکہ یہ تو اخلاق کا نام ہے" [۶]

ان اخلاق کی تصریح کے لیے کئی اکابر صوفیاء کے اقوال ملاحظہ ہوں مثلاً:

"اوامر و نواہی کی خاطر صبر و ثبات، تصفیہ و تزکیۂ قلب، اتباع طبع سے دست کش ہونا، صفات بشریہ کو مٹا دینا، نفسانی خواہشات سے اجتناب، روحانی صفات کا حصول، علومِ حقیقت سے وابستگی، امتِ مسلمہ کی خیرخواہی، اللہ تعالیٰ سے وفاداری اور شرعی امور میں اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" [۷]

بقولِ جنید بغدادیؒ:

---

[۱] طبقات الصوفیہ ص ۴۶۷ [۲] طبقات ۴۶۰ [۳] ۵۰۶ [۴] ۴۲۸ [۵] ۱۶۶ [۶] ۱۶۷ [۷] ۴۶۴

"تصوف اعلیٰ اخلاق کے اپنانے اور اخلاقِ رذیلہ سے بچنے کا نام ہے" [1]

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں کہ:-

"ذاتِ حق کے ساتھ استقامت احوال کا نام تصوف ہے" [2]

ایک صاحب کے نزدیک:-

"تصوف ہمہ اضطراب و قلق ہے اور سکون و راحت میں تصوف ناپید ہو جاتا ہے" [3]

تصوف کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ:

"لوگوں سے میل جول بالکل ترک کر دیا جائے" [4]

ایک صوفی بزرگ فرماتے ہیں کہ:-

دراصل تصوف نام ہے کتاب و سنت سے تمسک و وابستگی کا اور ترکِ بدعت وھوائے کا" [5]

مندرجہ بالا صفات میں سے ساری یا کچھ صفات کے حامل کو صوفی کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

صوفی کا لقب پہلے پہل آٹھویں صدی عیسوی کے آخر میں جابر بن حبان کے لیے استعمال ہوا۔ یہ شخص کیمیاگر تھا، مسلکاً شیعہ تھا۔ کوفے میں رہائش رکھتا تھا۔ دوسرا شخص ابو ہاشم کوفی تھا جس کے نام کے ساتھ صوفی کا لفظ استعمال ہوا اور بقول جاحظ صاحب البیان و التبیین اسی زمانے کے قریب لفظِ صوفی کا استعمال کوفے کی ایک نیم شیعی مسلمانوں کی جماعت کے لیے ہوا۔ اس گروہ کا ایک امام عبدک صوفی تھا۔ یہ صاحب گوشت سے پرہیز کرتے تھے۔ صرف سبزی استعمال کرتے اور خلافت میں حق وراثت کے قائل تھے۔ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اول اول لفظ صوفی کوفے تک محدود رہا۔

مگر تصوف کا مستقبل بڑا درخشاں اور شاندار تھا اور آنے والے زمانوں میں لفظ صوفی اپنے

---

[1] کتاب مذکور ص ۴۳۶ [2] ص ۵۱۱ [3] ص ۴۷،۴ [4] ص ۵۰۳ [5] ص ۴۸۸

اندر ہزار ہا اوصافِ جمیلہ رکھتا تھا اور عزت کی نگاہوں سے دیکھا جانے لگا۔ دوسری صدی ہجری کے بعد صلحاء، زہاد، عباد اور نساک کے ایک گروہ کے لیے صوفی کا معزز لقب استعمال ہونے لگا اور صوفیہ کے مسلک کو تصوف کا نام دیا جانے لگا۔

تصوف میں زاویہ نشینی، خلوت گزینی اور خانقاہ پناہی، ترکِ دنیا، ذکر و فکر، کثرتِ اوراد نے نمایاں حیثیت حاصل کر لی۔ صبر و رضا، توکل اور اس نوع کے دیگر تصورات نے ایک بلند مقام حاصل کر لیا۔

صوفیۂ کرام نے اصلاحِ قلب و نفس کے لیے بڑی کوششیں کیں۔ مختلف ادوار میں مختلف پیمانے اپنائے۔

اصلاحِ قلب کے لیے چار چیزوں کو ضروری قرار دیا۔ التواضع للّٰہ، الفقر الی اللّٰہ، الخوف من اللّٰہ، الرجاء فی اللّٰہ [1]

ایک بزرگ نے فرمایا کہ:-

> حرام چیزوں سے اجتناب فرض ہے۔ مباح چیزوں سے پرہیز فضیلت ہے، اور حلال چیزوں سے پرہیز قربِ الٰہی کا موجب ہے۔" [2]

ایک قول یہ ہے کہ:-

> "پیٹ میں حلال چیزیں ڈالنے سے اعمالِ صالحہ صادر ہوتے ہیں۔ مشتبہ چیزیں کھانے سے اللہ تک پہنچنے کی راہیں مشتبہ ہو جاتی ہیں اور حرام چیزوں کے کھانے سے بندے اور مالک کے درمیان پردے حائل ہو جاتے ہیں" [3]

ایک قول یہ ہے کہ:-

> "مومن کی قوت اللہ کے ذکر میں ہے" [4]

ایک بزرگ نے فرمایا کہ:-

> "نفس کے مارنے میں حیاتِ قلب ہے" [5]

---

[1] کتاب مذکور ص ۱۷۲ [2] ص ۱۷۴ [3] ۹۴۹ [4] ۲۴۰ [5] ۱۰۴

اولیاء اللہ کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ :

"وہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں اور تمام سہاروں سے بے نیاز ہو کر ذات حق کی طرف رجوع کرتے ہیں" [1]

"فقیر وہ ہے جس میں عجز وانکسار ہو" [2]

"اللہ کے حکم پر راضی رہنے والا متوکل ہے" [3]

"اور اللہ پر اعتمادِ قلب کا نام توکل ہے" [4]

"روزی کا اہتمام حق سے دور کر دیتا ہے اور مخلوق کا محتاج بنا دیتا ہے" [5]

اگر اس تحریک کا تاریخی تجزیہ کیا جائے تو ہم اس کے عناصر ترکیبی کا پتہ بآسانی لگا سکتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیات متعلقہ ففروا الی اللہ، و تبتل الیہ تبتیلا، سبحہ لیلاً طویلاً جنت و دوزخ اور فلاح و فوز۔ پھر اس میں ہر دور اور ہر ملک کے اثرات۔

یہ تحریک محض اتفاقی نہ تھی بلکہ سوچی سمجھی تحریک تھی۔ بنو امیہ اور بنو عباس کے عہد میں دولت کی ریل پیل اور سیم و زر کی فراوانی، زندگی کی آسائشوں اور رفاہیتوں کی بہتات ——— مادی دور میں روحانی اقدار کو اہمیت دینے والوں کا ردعمل، معاشرہ میں بے انصافیوں کے خلاف ایک گونہ احتجاج تھا۔

تیسری صدی کا نصفِ اول گزرنے کے بعد تصوف کا کھلم کھلا اعلان بغداد کی مساجد میں ہونے لگا۔ اس دعوت میں تزکیۂ نفس، دنیا سے بے رغبتی، مادی اقدار کی بجائے روحانی اقدار کا فروغ، ذکر و فکر، وصالِ الٰہی ایسے مقاصد پیش نظر تھے۔

آغازِ تحریک سے ہی تصوف کی مخالفت بھی شروع ہو گئی۔ سب سے پہلے خارجیوں نے امام حسن بصریؒ کی ممانعت و مذمت شروع کی۔ پھر امامیہ فرقوں نے (تیسری صدی میں) تصوف کے ہر میلان کی مذمت کی۔ اہل السنت میں امام احمدؒ بن حنبل نے تصوف کو موردِ الزام اس لیے ٹھہرایا کہ تصوف میں ظاہری عبادات کے مقابلے میں مراقبے پر زور دیا جاتا

---

[1] [2] کتاب مذکور ص ۱۱۰ [3] ص ۵۵۸ [4] ص ۲۳۹ [5] ص ۱۶۸

ہے اور ذاتی تقرب الٰہی کے لیے سنت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

معتزلہ اور ظاہری مکاتبِ فکر بھی خالق سے تعلقات کی استواری کے لیے مسلک عشق کی قدر نہ کر سکے۔

بایں ہمہ تصوف کو اکابر اہلِ اسلام نے اپنایا اور اوڑھنا بچھونا بنایا۔ ہزاروں متقی اور پاکباز مسلمانوں نے اس تحریک میں اپنے گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ امام قشیریؒ کا "الرسالۃ" ابو عبدالرحمٰن السلمیؒ کی کتاب "طبقات الصوفیہ" ابو طالبؒ مکیؒ کی "قوت القلوب" اور امام غزالیؒ کی "احیاء علوم الدین" اور "المنقذ من الضلال" ایک محقق طالب علم کے لیے بیش بہا علمی اور تاریخی خزائن ہیں۔

تصوف کے کارنامے

- تصوف نے عبادت میں ذوق و شوق پیدا کیا۔
- قلوب کو دولتِ قناعت سے مالا مال کر دیا۔
- توبہ، صبر، توکل اور رضا الٰہی بے بہا صفات اور خوبیاں عطا کیں۔
- تصوف نے ہمارے ادبی سرمایہ میں بھی بڑا اضافہ کیا اور علمی زاویوں میں وسعت پیدا کی۔
- مروجہ معانیِ الفاظ میں کچھ تغیر و تبدیلی رونما ہوئی۔
- توکل، معرفت، فنا، بقا، ولایت وغیرہ الفاظ کو جدید معانی پہنائے گئے۔
- روح اور نفس کی بحثوں نے ایک نیا فلسفہ پیدا کیا اور مادہ کے حدوث و قدم پر دل چسپ اور غیر دل چسپ بحثیں شروع ہوئیں۔
- پھر ایک اور نہ سمجھ آنے والی بحث الٰہیات کے نام سے چل نکلی اور بڑے بڑے فلسفیوں نے خوب سر کھپایا۔

صوفیہ کے نزدیک اولیاء اللہ کا ایک مستور مگر منظم سلسلہ شفاعت ہے۔ جس کی بدولت دنیا کی بلائیں ٹلتی رہتی ہیں۔ اس نظام کے مطابق دنیا میں اولیاء اللہ کی تعداد مقرر ہے۔ جب ایک ولی کا انتقال ہو جاتا ہے تو دوسرا ولی اس کی جگہ فوراً لے لیتا ہے۔ اس نظام میں تین سو نقباء، چالیس ابدال، سات اُمناء، چار عمود اور ان کا قطب شامل ہیں

(بقیہ بر صفحہ ۵)